International Research Jounral of Islamic Culture & Communication

IRJICC

ISSN:3007-4630 (P),3006-8304(E)

ریاستی تعلیمی نظام: سیرۃ النبی ﷺ کی روشنی میں ایک تحقیقی مطالعہ

STATE EDUCATIONAL SYSTEM: A RESEARCH STUDY IN THE LIGHT OF THE SEERAH OF THE PROPHET ﷺ

1. ***Dr. Zeenat Haroon***
dr.zeenat@uok.edu.pk

Associate Professor, Department of Quran and Sunnah - University of Karachi.

Vol. 03, Issue, 03, July-Sep 2025, PP:56-69

OPEN ACCES at: www.irjicc.com

Article History	Received	Accepted	Published
	15-07-25	03-08-25	30-09-25

Abstract

Education in Islam is considered a fundamental pillar for the intellectual, moral, and spiritual development of individuals, as well as for societal progress. The establishment of a well-organized state-level educational system ensures the dissemination of knowledge, cultivation of ethical values, and promotion of social welfare. The Seerah of Prophet Muhammad ﷺ provides practical guidance on how a structured and effective educational system can be established, encompassing both religious and worldly knowledge, moral training, and social responsibilities.The Prophet ﷺ emphasized accessibility of education for all, encouraged lifelong learning, and established learning centers for children, youth, and adults. He integrated ethical instruction within the curriculum, ensuring that education was not limited to theoretical knowledge but extended to practical implementation in daily life. This study analyzes the principles of an educational system derived from the Seerah, highlighting the importance of universal access, moral and religious education, practical learning, and societal

CC BY

development. The findings suggest that the Seerah offers a timeless model for building a comprehensive, value-based, and socially responsible educational framework suitable for contemporary state systems.

***KeyWords**: Islamic Education,State Educational System,Seerah of the Prophet ﷺ,Moral and Ethical Training,Knowledge Dissemination,Social Development,Practical Learning,Lifelong Education.*

موضوع کا تعارف:

اسلام میں تعلیم کو معاشرتی ترقی، فرد کی تربیت، اور فلاح و بہبود کا لازمی ستون سمجھا گیا ہے۔ ریاستی سطح پر ایک منظّم تعلیمی نظام قائم کرنا، علم کی ترسیل، اخلاقی تربیت، اور معاشرتی اقدار کی مضبوطی کے لیے نہایت ضروری ہے۔ سیرۃ النبی ﷺ ہمیں اس بات کی عملی رہنمائی فراہم کرتی ہے کہ کس طرح ایک منظّم اور مؤثر تعلیمی نظام قائم کیا جا سکتا ہے، جو نہ صرف دینی علوم بلکہ دنیاوی علم، اخلاقیات، اور معاشرتی ذمہ داریوں کی تربیت بھی فراہم کرے۔

حضرت محمد ﷺ کی سیرت میں مختلف مثالیں موجود ہیں جن سے یہ واضح ہوتا ہے کہ وہ علم کی قدر اور طلب علم کے فروغ کے لیے ہمیشہ پیش پیش رہتے تھے۔ آپ ﷺ نے بچوں، نوجوانوں اور بڑوں کے لیے درس و تدریس کے مؤثر طریقے اپنائے، مدارس قائم کیے، اور معاشرتی سطح پر علم کے فروغ کے لیے ریاستی وسائل کو بروئے کار لایا۔

یہ تحقیق اسی تناظر میں ریاست کے تعلیمی نظام کو سیرۃ النبی ﷺ کی تعلیمات کی روشنی میں سمجھنے اور اس کے عملی ماڈل پر غور و فکر کرنے کی کوشش ہے۔ اس سے نہ صرف موجودہ دور کے تعلیمی مسائل کا حل تلاش کیا جا سکتا ہے بلکہ ایک اخلاقی اور اجتماعی فلاح پر مبنی نظام تعلیم کی بنیاد بھی رکھی جا سکتی ہے۔

تعلیم:

لفظ تعلیم مادہ علم سے باب تفعیل سے ہے اسکے معنی ہے علم دینا، اور دوسروں کو سکھانا، اسکے معنوی مفہوم میں بار بار اور کثرت سے خبر دینا شامل ہے، جس سے اسکا مفہوم متعلّم کے ذہن میں محفوظ ہو جائے۔(۱)

تعلیم کے لیے انگریزی میں لفظ ایجوکیشن (Education) استعمال ہوتا ہے جس کے معنی تعلیم و تربیت اور تہذیب ہیں۔(۲)

جان ملٹن تعلیم کی تعریف یوں کرتا ہے:

"میرے نزدیک مکمل اور شریفانہ تعلیم وہ ہے جو انسان کو بحالت جنگ و امن اپنی اجتماعی و نجی زندگی کے فرائض ذہانت و مہارت اور عظمت کے ساتھ ادا کرنے کے لیے تیار کرتی ہے"(۳)

علم وہ کیفیت ہے جس کے تحت انسانوں کی اخلاقی نشو و نما ہوتی ہے اور وہی انسان معاشرے میں بہترین ریاست بنانے کا ذریعہ بنتے ہیں اللہ نے زمین پر انسان کو اپنا نائب مقرر کرنے سے پہلے علم سے آراستہ فرمایا اپنے تمام انبیاء کو جو کام سونپا وہ تعلیم کتاب و حکمت اور تزکیہ نفس ہی تھا۔

ابتدائے انسانیت سے ہی علم کا آغاز ہو چکا تھا

وَ عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا[۴]

ترجمہ: اللہ نے انسانِ اوّل (آدم علیہ السلام) کو اشیائے کے نام سکھا دیے اور اس طرح فرشتوں پر ذہنی و فکری برتری واضح کر دی

یہ علمِ اشیاء تسخیر کائنات کی بنیاد ہے انسانی ترقی کی بنیاد اور بنیاد کا مادہ ہے علم۔

فَمَنْ تَبِعَ هُدَایَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یحزَنُوْنَ[۵]

ترجمہ: پھر جو میری ہدایت کی پیروی کرے گا انہیں نہ ہی کوئی خوف ہو گا اور نہ وہ غمگین ہونگے

دنیا میں آنے والے انسان کو اللہ نے علم کی شمع دی اور وہ انسان ہدایت لے کر آیا پھر انسانی تاریخ شروع ہوئی انسان کی ذہنی نشو و نما کے ساتھ تہذیبی اور سماجی ترقی کا بھی آغاز ہوا اجتماعیت کا تصور پیدا ہوا اور معاشرہ تشکیل ہوا ادارے بنائے گئے علم اور روایات منتقل ہوتے چلے گئے اور یہ صرف علم معلم اور طالبعلم تک محدود نہ تھا بلکہ پورا معاشرہ اس میں شریک کار تھا نسل در نسل معلومات منتقل ہوتی چلی گئیں اور انسان ترقی کی دوڑ میں آگے بڑھتا چلا گیا اور اس تمام ترقی کی بنیاد تعلیم ہی تھی۔

انسان نے اجتماعی زندگی کے لیے جن اداروں کو منظّم کیا اجتماعی زندگی کو بہتر سے بہتر کرنے کے لئے جن اداروں کو قائم کیا اور اُن کی اہمیت پر زور دیا ان میں تعلیم کا ادارہ بہت اہمیت کا حامل ہے کسی بھی معاشرے کی اجتماعیت اور انفرادیت کا دار و مدار تعلیم پر ہی ہے تعلیمی نظام ہی وہ نظام ہے جو کسی بھی معاشرے کے اجتماعی اور انفرادی پر اثر انداز ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر دور میں ہر قوم اپنے تعلیمی نظام اور تعلیمی درس گاہوں کی اہمیت اور ضرورت پر زور دیتی رہی ہے کسی بھی ریاست میں تعلیمی نظام کی حیثیت وہی ہے جو انسانی جسم میں دماغ کی ہے تعلیمی نظام ہی وہ ذریعہ ہے جسکی بدولت افراد فکر و تدبر سے کام لیتے ہوئے اپنی زندگی گزارتے ہیں اور ریاست میں بہترین معاشرتی زندگی گزارنے اور امن و امان کی فضا قائم کرنے کا سبب بنتے ہیں نظامِ تعلیم ہی ریاست کو ترقی دینے اور اپنے نصب العین پر مضبوطی سے قائم رہنے کا ذریعہ ہے اس لئے تعلیم اور نظامِ تعلیم پر توجہ دینا قوموں، حکومتوں کا اولین فریضہ ہے بہترین معاشرے کی تشکیل میں نظریہ تعلیم اہم سنگِ میل ہے۔

کسی بھی معاشرے کی ترقی اور ترقی کی راہ کا اہم ذریعہ ریاست کا تعلیمی نظام ہے موئثر اور مضبوط تعلیمی نظام ہی ایک ملک کی ترقی کا ذریعہ بنتا ہے اس ریاست کے شہریوں کو آگے بڑھنے کے لئے ہدایت فراہم کرنا اس تعلیمی نظام کا خاصہ ہوتا ہے ریاست کا تعلیمی نظام کسی ملک کی اقتصادی، سماجی، فکری اور معاشرتی ترقی کے لئے بہت اہم ہوتا ہے۔

تعلیمی نظام وہ اہم عنصر ہے جو ہر ملک کی ترقی اور ترقی کے راستے میں اہم کردار کرتا ہے نوجوان نسل کو چیلنجوں سے نبرد آزما ہونے کے لئے یہی تعلیمی نظام تیار کرتا ہے۔

حضرت ابراھیم علیہ السلام نے اپنے رب سے جب دعا فرمائی تو تعلیم کی دعا ہی فرمائی۔

سورہ بقرہ میں اس طرح فرمایا گیا۔

رَبَّنَا وَٱبۡعَثۡ فِيهِمۡ رَسُولٗا مِّنۡهُمۡ يَتۡلُواْ عَلَيۡهِمۡ ءَايَٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ ٱلۡكِتَٰبَ وَٱلۡحِكۡمَةَ وَيُزَكِّيهِمۡۖ إِنَّكَ أَنتَ ٱلۡعَزِيزُ ٱلۡحَكِيمُ[۶]

اے ہمارے رب ان (اہلِ مکہ) ہی میں سے ایک رسول مبعوث فرما جو ان پر تیری آیات تلاوت کرے اور اُن کو کتاب حکمت کی تعلیم دے اور ان (کے نفس) کا تزکیہ کرے بے شک تو ہی زبردست حکمت والا ہے۔

گزشتہ انبیاء کی طرح نبی کریم ﷺ کی نبوت کا مقصد بھی لوگوں کا تزکیۂ نفس تھا لوگوں کو کتاب وحکمت کی تعلیم دینا تھا لفظ تعلیم ہر دور قوم اور ہر نبی کا خاصہ رہا ہے ہر آنے والے نبی نے اپنی نبوت کے عرصے میں لوگوں کو تعلیم دی اور اُن کی تربیت اور اصلاح کی کوشش کی نبی آخر الزماں ﷺ کی بعثت کا مقصد بھی یہی تھا لوگوں کو درست راستے کا انتخاب کا طریقہ بتانا کہ اُن کے بعد نہ کوئی نبی آئے گا اور نہ ہی ان کی اصلاح کرنے والا کوئی ہو گا یہ قرآن و حدیث نبوی ﷺ ہی ہوں گے جو مکمل ضابطۂ حیات ہیں علم و عمل کا ذریعہ ہیں قرآن کی تعلیم اور سنتِ نبوی ﷺ پر عمل راہِ نجات ہے۔

آپ ﷺ کی نبوت کا آغاز ہی ان آیات سے ہوا۔

اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ ۙ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ عَلَّمَ الْإِنسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۞(۷)

''پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا، پیدا کیا انسان کو جمے ہوئے خون کے لوتھڑے سے پڑھو تمھارا رب بہت کریم ہے جس نے قلم سے علم سکھایا''

آغازِ نبوت ہی تعلیم سے ہے علم وہ شمع جس کا کام ہر طرف روشنی پھیلانا ہے نبی کریم کی نبوت کا مقصد بھی معاشرے میں بہترین تعلیمی نظام کا قیام تھا۔ ایسا نظام جس کے ذریعے انسانون کی اصلاح ممکن ہو ایسا نظام جو مساوات کا سبب ہے۔

اِقرأ

وحی کا پہلا لفظ۔ بنیادِ انسانیت، بنیادِ معاشرت ابتداہی علم سے ہے اللہ کے ہر حکم سے اور سیرۃ النبی کے ہر پہلو سے واضح ہوتا ہے کہ تعلیمی نظام ہی وہ چابی ہے جو ریاست کے تالے کو قلعی سے بچاتی ہے جو ریاستی نظام کی معراج ہے تعلیمی نظام ہی ریاست کو ترقی پذیر ریاست بنا سکتا ہے۔

سیرۃ النبی کی روشنی میں ریاست کے تعلیمی نظام کا جائزہ مختلف ادوار کو سامنے رکھ کر لیا جاسکتا ہے

نبوت اور تعلیم

نبی پاک ﷺ کی نبوت آغاز ہی علم سے ہوتا ہے آپ ابراھیم علیہ السلام کی دعا ہیں۔ اللہ نے آپکی بعثت کا مقصد بتلا دیا کہ آپ علم وحکمت کی تعلیم دیں گے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی سورہ بقرہ میں آپ ﷺ کے منصب اعلیٰ ''معلمِ اعظم'' کی بشارت بھی دی ہے۔

كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيَاتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ(۸)

''جیسے ہم نے تمھارے درمیان تم ہی میں سے ایک رسول بھیجا جو تمھارے سامنے ہماری آیتوں کی تلاوت کرتا ہے اور تمھیں پاکیزہ بناتا ہے اور تمھیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور تمھیں وہ باتیں سکھاتا ہے جو تم نہیں جانتے تھے۔''

رسول اکرم ﷺ پر اللہ نے علم و قلم کی اہمیت و عظمت کو واضح کرتے ہوئے آپ کے ذریعے امت کو سب سے پہلے تعلیم کا پیغام دیا حضور اکرم ﷺ تمام عالم کے لئے معلم اعظم بن کر آئے آپ ﷺ نے علم کی اہمیت سے آگاہ فرما دیا۔

طلب العلم فريضة على كل مسلم

علم کی طلب ہر مسلمان پر فرض ہے (۹)

آپ ﷺ کی تعلیمات صرف مسلمانوں تک محدود نہیں ہیں مذہب تک محدود نہیں آپ ﷺ کی تعلیمات، زندگی کے تمام شعبہ جات سے وابستہ ہیں عبادات ہوں یا۔۔۔ معاش ہو یا معاشرت ہو ہر شعبہ کے متعلق آپ کی تعلیمات روشن اور رہنما اصول ہیں آپ ﷺ میں صرف اپنے دور کے لئے معلم کے اوصاف نہ تھے بلکہ قیامت تک آنے والے ہر دور کے ہر انسانوں کے لئے تعلیم و تعلم، کردار اقوال، افعال، اخلاق الغرض ہر پہلو سے آپ کی ذات معلم کی حیثیت سے موجود ہے آپ نے اپنی بعثت کا مقصد واضح طور پر بتلا دیا کہ امت میں مجھے معلم کی حیثیت سے بھیجا گیا فرمانِ رسول ﷺ ہے کہ

اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّماً

بے شک مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا (۱۰)

تعلیم و تعلم نبوی صفت ہے انبیاء کا دستور ہے تعلیم حاصل کرنا اور دوسروں کو علم دینا امت کے بہترین لوگوں کا شعار ہے۔

فرمانِ رسول ﷺ ہے کہ:

خَيْرُكُمْ مَن تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وعَلَّمَهُ (۱۱)

تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو قرآن سیکھے اور دوسروں کو سکھائے.

معلم کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ ہے وہ شاگردوں میں حصولِ علم کا جذبہ بیدار کرے رسول اکرم ﷺ کی خصوصیت تھی کہ گفتگو سادہ اور سہل زبان میں فرماتے سختی اور شفقت والا رویہ اختیار نہ کرتے آپ ﷺ نے بحیثیت معلم اعظم تعلیم کی اہمیت و فضیلت کو بیان کیا آپ ﷺ کی تعلیم نے لوگوں کو گمراہی سے نکالا اور علم کی دولت سے مالا مال کیا۔

قرآن پاک میں بار بار علم و حکمت، معلم، تعلیم کا ذکر آیا ہے جس سے واضح ہے کہ ریاست کے لئے تعلیمی نظام کی اہمیت بڑا درجہ رکھتی ہے اور اس تعلیمی نظام کے مرکزی کردار معلم کی ذمہ داریوں اور اسکی خصوصیت سے آگاہی بہت ضروری ہے جاننا انسان کا بنیادی حق ہے کیونکہ اسی حق کی بدولت وہ جینے کا سلیقہ سیکھتا ہے ترقی کی راہیں بناتا ہے اور بہترین راہ کو جیتنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اور اگر جاننے کا حق نہ ہو تو سیکھنے کی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے ترقی کی راہ کا حصول ناممکن ہو جاتا ہے اور انسانیت ہلاکت کی طرف گامزن ہو جاتی ہے قبل از بعثت نبوی ﷺ عرب میں یہی کیفیت تھی معاشرے میں جاننے اور جینے کا حق چھین لیا گیا تھا اور دنیا جہالت میں ڈوبی ہوئی تھی اللہ کو انسانیت پر رحم آیا اور نبی پاک ﷺ کی صورت میں یہ رحمت نازل فرمائی اور اس رحمت اس ذاتِ گرامی کا ذکر اللہ نے بار بار قرآن میں فرمایا آپ ﷺ کی بعثت کا مقصد قرآنی آیات سے واضح فرما دیا فرمانِ الٰہی ہے۔

سورۃ آلِ عمران میں بھی اللہ نے اسی طرح فرمایا کہ

قَدْ مَنَّ اللهُ عَلَى الْمُؤْمِنِين اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يتلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يزكِّيْهِمْ وَ يعلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ-وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِين) (۱۲)

ترجمہ: اللہ وہ ذات کہ اس نے ان ان پڑھ لوگون میں انھیں میں ایک رسول بھیجا ہے جو انھیں اس کی آیات پڑھ کر سُناتے ہیں انہیں پاک کرتے ہیں اور انھیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتے ہیں بے شک وہ لوگ ان کی بعثت سے قبل کھُلی گمراہی میں مبتلا تھے۔

قرآن میں اللہ نے بار بار معلم کی حیثیت، رتبہ اور ذمہ داری کا ذکر فرمایا ہے معلم کی خصوصیت فرما دی کہ کتاب و حکمت

کی تعلیم دینا ہے بعثتِ رسول ﷺ کا مقصد جو کہ تعلیم تھا لوگوں کا آگاہی دینا تھا باشعور بنانا تھا نبی پاک ﷺ اس مقصدِ بعثت کو اس خوبصورتی سے نبھایا کہ درسگاہِ نبوت سے تعلیم پانے والے صحابہؓ کرام نے امت کے بہترین افراد ہونے کا شرف حاصل کیا۔ امام الانبیاء نبی پاک ﷺ کے زندگی کا ہر پہلو کو چاہے معاشی ہو، سماجی، ازدواجی ہو اسوہ حسنہ قرار دیا گیا آپ ﷺ معلم و مربی تھے اللہ نے قرآن میں فرمادیا۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يرجُوا اللهَ وَ الْيومَ الْاٰخِرَ وَ ذَكَرَ اللهَ كَثِيرًا(۱۳)

"حقیقت ہے کہ تمھارے لئے رسول ﷺ کی ذات میں ایک بہترین نمونہ ہے پر اس شخص کے لئے جو اللہ اور یومِ آخرت سے امید رکھتا ہو اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرتا ہو"

یہاں مختلف آیات کے ذریعے تعلیم کی اہمیت سے آگاہ کرنا تھا کہ کس طرح قرآن اور احادیث تعلیم کی اہمیت پر زور دیتے ہیں نبی کریم ﷺ کی ذات کے ذریعے معلم و تعلیم کی وضاحت کردی گئی آپ ﷺ کا کام صرف مذہب سے آگاہی دینا نہ تھا بلکہ ایک مکمل ضابطۂ حیات انسانیت تک پہنچانا تھا جس کے لئے ایک مکمل تعلیمی نظام کا ہونا بہت ضروری تھا جس کی مثال دورِ نبوی ﷺ سے لے کر خلفائے راشدین کے ادوار اور پھر آج تک کے علماء سے ملتی ہے آپ صرف قرآن کی تعلیم نہ دیتے تھے بلکہ دنیاوی معاملات میں ہر قدم پر لوگوں کو آگاہی دیتے اور خود عمل کر کے لوگوں کو اس طرف راغب کرتے جو کہ تعلیم کا بہترین ذریعہ ہے۔

ریاست کا تعلیمی نظام اور معلم کی خصوصیات:

اُدْعُ اِلٰی سَبِیل رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَ جَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُؕ-اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیلِهٖ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِین(۱۴)

ترجمہ: تم اپنے رب کی راہ کی جانب علم کی باتوں اور اچھی نصیحتوں کے ذریعے بلاؤ اور اُن کے ساتھ اچھے طریقے سے بحث کرو، تمھارا رب اس شخص کو خوب جانتا ہے جو اس کے راستے سے گم ہو گیا وہ سیدھی راہ پر چلنے والوں کو بھی خوب جانتا ہے۔

آیت کی رو سے پہلا حکم بلانا ہے رب کے راستے کی طرف، دوسرا اس انداز سے کہ فرشتے والا حصول تیسرا سننے والے کو ناگوار نہ گزرے

قرآن کریم میں اسلوب دعوت کے لئے تین اصول وضع کئے گئے۔

۱۔ علم و حکمت

۲۔ اچھی نصیحتیں

۳۔ بہترین اندازِ گفتگو

ایک معلم کا یہی خاصہ ہے کہ وہ علم و حکمت سے بھرپور نرم انداز میں گفتگو کرے ایسے دل موہ لینے والے انداز میں جس سے طالب علم کی طلبِ علم میں اضافہ ہو۔ جستجو کی حس بیدار ہو۔ نبی کریم ﷺ اس پر ہمیشہ قائم رہے آپ کی تدریس کا انداز دل موہ لینے والا تھا دوست دشمن دونوں سے ایسے گفتگو فرماتے کہ لوگ دنگ رہ جاتے علم پہچانے کا انداز ہے کہ محبت کے ساتھ، دلیل

کے ساتھ اور اعتماد کے ساتھ سامنے والے کو سمجھایا جائے اور یہی طریقہ آپ کا تھا آپ ﷺ کی تعلیم کا خاصہ تھا کہ تالیف قلب شفقت عفو در گزر سے کام لیئے آپ ﷺ کا طرزِ تعلیم کئی صدیوں تک چلتا رہا اور جس کے نتیجے میں بہترین معلم پیدا ہوئے جیسے امام مالک، امام ابو یوسف، امام یحیٰی وغیرہ۔

ذاتِ رسول اکرم ﷺ کو دیکھا جائے تو آپ ﷺ نے سب سے پہلے صحابہ کرام کے دلوں پر کام کیا اُن کے قلوب کو پاک وصاف کیا اور پھر اُن کو علم سے آگاہی دی جس کے نتیجے میں ایک بہترین معلم کی جماعت پیدا ہوئی نبی پاک ﷺ معلمِ اوّل، معلم اعظم کہلائے اور صحابہ کرام اولین طلباء اس معلم اور طلباء کی تعلیمات دورِ حاضر اور آنے والے تمام صدیوں کے لئے ہیں نبی کریم ﷺ کے اسلوبِ تعلیم کو دیکھا جائے تو وہ بہترین اور مستحکم تھا۔

مولانا عبد الکلام آزاد فرماتے ہیں

"دنیا نے علم کو ہمیشہ وسیلہ سمجھا، مگر مسلمانوں کی خصوصیت یہ ہے کہ انہوں نے علم کو کبھی وسیلہ نہیں سمجا، بلکہ مقصد سمجھا، علم دین وسیلہ نہیں بلکہ مقصد ہے اسکو کسی وسیلے کے لیے حاصل نہیں کیا جاسکتا بلکہ اس لیے حاصل کیا جاتا ہے کہ اسکا حصول فرض ہے، مسلمانوں نے کبھی بھی علم کو اس لیے حاصل نہیں کیا کہ اسکے ذریعے سے معیشت حاصل کرینگے، یا کسی سرکاری منصب پر فائز ہونگے مسلمانوں نے ذریعہ معشیت کسی اور چیز کو بنایا اور علم کو صرف علم کے لیے سیکھا اور اسی کو اپنا مقصد بنایا"۔(۱۵)

رسول اکرم ﷺ کا انداز تعلیم

ا۔ ٹھہر ٹھہر کر صاف گفتگو کرنا

عن عائشة رضي الله عنها قالت: كَانَ كَلاَمُ رَسُولِ الله -صلَّى الله عليه وسلَّم- كَلاَمًا فَصلاً يَفْهَمُهُ كُلُّ مَنْ سَمِعَهُ(۱۶)

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ کی گفتگو کا ہر لفظ الگ الگ اور واضح ہوتا تھا جو بھی اسے سنتا سمجھ لیتا تھا"

آپ ﷺ جب تعلیم دیتے تو صاف صاف گفتگو فرماتے تاکہ سننے والا آسانی سے سمجھ سکے حضرت انس فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اس انداز سے گفتگو فرماتے کہ اگر کوئی شخص گننا چاہتا تو گن سکتا تھا(۱۷)۔

آپ ﷺ دورانِ تعلیم کثرت سے بات دہرایا کرتے تھے اور موضوع کی وضاحت اور دلنشینی کے لئے مناسب اشارے استعمال کرتے۔

امثال کے ذریعے سمجھانا:

معلم کا طریقہ تدریس ایسا ہو کہ مثالوں کے ذریعے طالبعلموں کو سمجھائے تاکہ نہ سمجھ میں آنے والی بات بھی بآسانی سمجھی جاسکے یہ وصف نبی کریم ﷺ کی سیرت پاک میں ملتی ہے مختلف مثالوں سے آپ ﷺ سمجھایا کرتے تھے۔

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اللہ کا ذکر کرنے والے اور نہ کرنے والے کی مثال زندہ اور مردہ جیسی ہے۔(۱۸)

اس انداز سے آپ ﷺ بہترین مثال دیا کرتے تھے۔

سوال وجواب کا سلسلہ:

سوال وجواب تعلیمی نظام کا بہترین پہلو ہے جب تک سکھانے کے عمل کے دوران سوال وجواب نہیں ہوں گے اُس وقت تک موضوع تشنہ رہتا ہے نبی کریم ﷺ درس کے دوران موضوع سے متعلق طالبعلموں سے سوال فرمایا کرتے تھے اور طالبعلموں کو بھی سوال کرنے کی مکمل اجازت تھی حضرت ابوہریرہ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے استفسار فرمایا کیا تم جانتے ہو غیبت کیا ہے۔

صحابہ کرام نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اپنے بھائی کے متعلق تمھارا وہ بات ذکر کرنا جس کو وہ ناپسند کرتا ہو عرض کیا گیا اگر میرے بھائی میں میری کہی ہوئی بات موجود ہو تو آپ کیا فرماتے ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا اگر اس میں تمھاری کہی ہوئی بات ہو تو تم نے غیبت کی اگر تمھاری کہی ہوئی بات نہ ہو تو تم نے بہتان باندھا۔

بعد از نبوت تعلیمی درس گاہیں:

مکہ مکرمہ کے علمی مراکز

دار الحجر

: یہ تعلیمی مرکز ام المومنین حضرت خدیجہؓ کا گھر تھا، یہیں سے آپ ﷺ نے اپنے خاندان کے افراد کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کرایا۔

دار ارقم میں تعلیم وتربیت

ارقم بن ابی الارقم ساتویں نمبر پر ایمان لانے والے مسلمان تھے اور یہ اجتماعی مرکز عمر فاروق کے اسلام لانے تک جاری رہا اس وقت مسلمانوں کی تعداد 40 ہو چکی تھی ارقم کا گھر کوہ صفا کے دامن میں مشرقی جانب ایک تنگ گلی میں تھا، عام لوگوں کو یہاں آنے جانے والوں کی خبر نہ ہوتی۔ ابتدائے اسلام میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی گھر میں نشست فرماتے تھے، تب قریش کی طرف سے ایذاء کا خطرہ تھا، اس لیے آپ نے مشرکوں سے مخفی رہ کر دعوت حق کو پھیلایا۔ آپ دار ارقم میں حاضر ہونے والے مسلمانوں کو اسلام کی تعلیم دیتے اور یہ باہر جا کر آپ کے ارشادات عام کرتے۔ تقریباً ایک سال یہ خفیہ مرکز قائم رہا اس کی ایک وجہ یہ تھی کہ قریش کو علم نہ تھا کہ ارقم بن ابی الارقم مسلمان ہو چکے ہیں دوسری وجہ یہ تھی کہ ان کی عمر 16 سال سے کم تھی قریش کو امید نہ تھی کہ اس نوجوان کے گھر مسلمان جمع ہو سکتے ہیں

شعب ابی طالب

راہ حق میں 7 نبوی سے 10 نبوی تک آپ ﷺ کو شعب ابی طالب میں محصور ہونا پڑا۔ یہاں بھی آپ ﷺ نے اسلامی تعلیم کا کام جاری رکھا۔

مدینہ منورہ کے علمی مراکز

بیعت اولیٰ کے بعد حضور ﷺ نے حضرت مصعب بن عمیرؓ کو مدینہ منورہ بھیجا۔ ان کے ساتھ حضور ﷺ نے

حضرت سعید ابنِ العاص کو اتالیق مقرر کیا۔ یہ بہت خوش نویس تھے اور لوگوں کو کتابت سکھاتے تھے۔

دارالامامہ

حضرت مصعب بن عمیرؓ نے مدینہ منورہ میں حضرت ابوامامہ کے گھر قیام کیا اور قبل از ہجرت لوگوں کو یہیں پر تعلیم دیتے تھے۔

بیت ابی ایوب:

ہجرت کے بعد حضور ﷺ آٹھ ماہ تک حضرت ابوایوب انصاری کے گھر میں قیام فرمایا۔ یہ مدینہ کی دوسری بڑی تربیت گاہ تھی

مسجد قبا:

آپ ﷺ نے مدینہ پہنچنے سے پہلے مدینہ منورہ سے ڈھائی میل کے فاصلے پر ایک مسجد (مسجد قبا) تعمیر کرائی۔ یہاں بھی علمی مرکز قائم کیا گیا اور حضور ﷺ خود کبھی کبھی وہاں تشریف لے جاتے اور حالات کا معائنہ فرمانے کے ساتھ ساتھ طلبا کو نصیحت بھی فرماتے۔

مسجد نبوی:

مدینہ منورہ آتے ہی مسجدِ نبوی ﷺ کی تعمیر ہوئی اس میں ایک حصہّ بطورِ ''صفّہ'' کو طالبانِ علم کی پہلی جماعت ہونے کا شرف حاصل ہوا آزاد ماحول میسر آتے ہی معلم کتاب و حکمت نے سب سے پہلے تعلیم وتربیت کی طرف توجہ فرمائی اور اس سلسلے میں مسجدِ نبوی ﷺ کا انتخاب کیا گیا یعنی مسجدِ نبوی ﷺ کو پہلی درس گاہ اور آج کی زبان میں جامعہ یا یونیورسٹی کہا جاسکتا ہے اور اس کے نصاب کا مآخذ قرآن مجید تھا۔

''حضرت قرآن'' تزکیہ۔ تعلیم کتاب۔ تعلیم حکمت۔ علم نو کی تعلیم چنانچہ اس مقصد کے حصول کی خاطر آپ ﷺ نے مسجدِ نبوی ﷺ کے ایک کنارے پر ایک جگہ مخصوص کر لی جسے اس کے سائبان کی وجہ سے ''صفہ'' کہتے تھے یہ دراصل کھلی مامت گاہ درس گاہ تھی جس میں ہر چھوٹا بڑا شخص تعلیم وتربیت حاصل کرتا تھا چاہے وہ اس میں اقامت گزیں ہو یا نہ ہو، مسلمانوں کی ایک جماعت جنھوں نے ہی کل زندگی تحریک اسلام کے لئے وقف کر دی تھی تعلیم وتربیت کے حصول کے لئے اس میں اقامت گزیں ہو گی، انھیں ''اصحابِ فقہ'' کہتے تھے اس اعتبار سے اگر مسجدِ نبوی ﷺ کی اس درس گاہ کو عصرِ حاضر کی اقامتی اور کھی درس گاہوں کا پیش خیمہ کیا جائے تو بیجانہ ہو گا'' (۱۹)

اس اقامتی درس گاہ میں لکھنے پڑھنے کے علاوہ فقہ کی تعلیم بھی دی جاتی تھی قرآن کریم کی سورتیں زبانی یاد کرائی جاتی تھیں فنِ تجوید سکھایا جاتا تھا اور دیگر اسلامی علوم کی تعلیم کا بندوبست تھا جس کی نگرانی اس تاریخی اور اولین تعلیم گاہ کے معلّمِ اوّل رسول اکرم ﷺ شخصی طور سے فرمایا کرتے تھے اور وہاں رہنے والوں کی خوراک کا بھی بندوبست کیا کرتے تھے بعض طلباء اپنی فرصت کے لمحات میں طلب روزگار میں بھی مصروف ہوا کرتے تھے درس گاہِ صفہ میں نہ صرف مقیم طلبا کی تعلیم کا انتظام تھا بلکہ ایسے بھی بہت سے لوگ آتے تھے جن کے مدینے میں گھر تھے اور وہ صرف درس کے لئے وہاں حاضر ہوا کرتے تھے وقتاً فوقتاً عارضی طور سے درس گاہ میں شریک ہونے والوں کی بھی کمی نہ تھی جبکہ مقیم طلبہ کی تعداد گھٹتی بڑھتی آتی (۲۰)

مسجدِ نبوی ﷺ کی اس تاریخی درس گاہ "صُفّہ" میں ہر طبقہ کے افراد شریک درس ہوتے تھے انصار مہاجرین، مقامی، بیرون، روسائے قبائل، عالم، جاہل بدوی، شہری عزلی، بوڑھے جوان سب ایک ساتھ بیٹھے تھے اور رسول اللہ ﷺ ان کے ذہن ومزاج، افتادہ صبح اور زبان ولہجہ کے رعایت فرماتے ہوئے تعلیم دیتے تھے درس گاہِ نبوی ﷺ کے ان طلباء میں "اصحابِ صفہ" کو نمایاں حیثیت حاصل تھی وہ رات دن حاضر باش رہتے تھے تعلیم و تعلم، ذکر واذکار، تلاوت وقرآن پاک اور باہمی مذاکرہ مراجعہ کے علاوہ ان کو اور کوئی مصروفیت نہیں ہوتی تھی[۲۱]

یہ درس گاہ کلامِ باری تعالیٰ کا منہ بولتا ثبوت تھی اور ارشادِ باری تعالیٰ:

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ [۲۲]

"تم میں سے ایک ایسی جماعت ہونی چاہیے جو لوگوں کو خیر کی طرف بلائے نیکی کا حکم کرے اور برائی سے منع کرے"

اس درس گاہ میں ایسے ہی لوگ تیار ہوئے جنھوں نے مدینہ سے باہر جاکر دعوت و تبلیغ کا کام کیا اور تمام علوم دیگر لوگوں تک پہنچایا یہ مدینہ کا سب سے بڑا علمی مرکز تھا۔

صفہ مسجد نبوی کے ساتھ آپ ﷺ نے ایک اقامتی درس گاہ بھی قائم فرمائی جہاں حصول علم کے خواہش مند افراد کی رہائش اور خوراک کا مفت اہتمام تھا۔ یہ لوگ محنت مزدوری بھی کرتے تھے اور حصول علم کے لیے دن رات مگن رہتے ان کی تعداد 70 سے بھی زیادہ تجاوز کر گئی: تھی دور نبوی کے علمی مراکز بہت موثر اور کارآمد ثابت ہوئے۔ یہیں سے فارغ التحصیل ہونے والوں نے اللہ کا پیغام دنیا کے ہر کونے تک پہنچانے میں اپنا بے لوث کردار ادا کیا۔ اپنی شبانہ روز محنت کی وجہ سے صرف دین کے عالم ہی نہیں، مجاہد اور حکمران پیدا ہوئے جنھوں نے بڑی بڑی سلطنتوں کو زیر نگیں کیا اور حق و صداقت کا جھنڈا پوری دنیا میں لہرانے لگا۔ اگر ریاست کا تعلیمی نظام سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں دیکھا جائے تو ان تمام تفصیلات سے یہ نکات منظرِ عام پر آتے ہیں۔

یکساں تعلیمی نظام:

عوام الناس کے لئے یکساں تعلیمی نظام ایک ریاست کی ذمہ داری ہے نبی کریم ﷺ کی سیرت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے قبل از ہجرت اور بعد از ہجرت جب بھی تعلیم کے لئے انتظام فرمایا تمام افراد سے یکساں سلوک فرمایا اور تمام افراد ایک ہی جگہ ایک ہی انداز سے تعلیم حاصل کیا کرتے تھے امیر غریب، چھوٹے بڑے کا کوئی فرق نہیں رکھا گیا ایک ریاست کا تعلیمی نظام اسی طرز پر ہونا چاہیے مفکر افلاطون نے بھی جب تعلیمی نظام پیش کیا تھا اُس کا پہلا نقطہ یکساں تعلیمی نظام ہی تھا۔ اس کی مثال رسول کے دور سے ہی لی جائے تو پیدائش کے بعد بچوں کو دوسرے علاقوں سے خواتین آکر لے جاتی تھیں تاکہ دیہات کے پُر فضا مقام پر اُن کی پرورش ہوسکے یہ یکساں نظام ہی تھا جس کے تحت ہر بچہ ابتدائی تربیت وپرورش کے لئے ایک ہی طریقے سے پرورش پاتا تھا آج کے دور میں پیدائش سے پہلے ہی بچے کا اسکول میں داخل کروادیا جاتا ہے اور ہر طبقے کا تعلیمی نظام الگ انداز سے ہے اگر نظر ڈالی جائے تو دورِ رسول ﷺ کا تعلیمی نظام لائق تقلید ہے اور ایک ریاست کی ترقی کا ذریعہ بھی ہے۔

یکساں تعلیمی نظام کا مقصد تمام افراد کو مشترکہ طریقے سے مشترکہ ماحول میں تعلیم وتربیت دینا ہے جب تک امیر غریب

طبقات کا فرق ختم نہیں ہو گا ایک بہترین ریاست کا قیام ناممکن ہے تعلیمی اداروں کا قیام پوری ریاست میں ایک نصاب کے تحت ہونا چاہیے سیرۃ النبی سے پتہ چلتا ہے کہ اُس وقت صحابہ، انصار، مہاجر کسی قسم کے فرق کو روا نہیں رکھا گیا اور نہ ہی کسی ایک طبقے کے لئے خاص انتظام کیا گیا بلکہ جو فرد بھی چاہے نچلے طبقے سے ہو یا اونچے علم حاصل کرنا چاہتا ہے وہ تعلیمی حلقے میں شامل ہو سکتا تھا اور بھی وہ بہترین تعلیمی نظام تھا جو مدینہ جیسی ریاست کو بہت آگے لے گیا۔

یکساں نصاب:

ریاست کے تعلیمی نظام کو سیرت انبی ﷺ کی روشنی میں دیکھا جائے تو یکساں نصاب کا ہونا بہت ضروری ہے دورِ نبوی ﷺ میں قرآن پاک یکساں نصاب کی حیثیت رکھتا تھا اور ہر فرد کو اس قرآن کی تعلیم حاصل کرنے کا حق حاصل تھا غریب امیر، انصار مہاجرین بادشاہ غلام کوئی فرق روا نہ رکھا گیا جو زیادہ سے زیادہ قرآن کا علم حاصل کرتا وہ آگے بڑھتا چلا جاتا تھا۔

آج بھی اگر دین کے ساتھ دنیاوی تعلیمات کے لئے بھی ریاست میں یکساں نصاب رکھا جائے تو ایک بہترین معاشرہ تشکیل پا سکتا ہے اگر تعلیمی نظام امریکن سسٹم، برٹش سسٹم پاکستانی سسٹم ہو گا اور ہر ایک کا الگ الگ فیس سسٹم ہو گا تو ریاست کبھی بھی بہترین افراد تیار نہیں کر سکتی۔ کیونکہ الگ الگ نظام کے الگ الگ نصاب کے تحت تعلیم حاصل کرنے والے افراد کبھی بھی ایک قوم نہیں بن سکتے دین و دنیا کے امتزاج کو نظر میں رکھتے ہوئے یکساں تعلیمی نظام اور یکساں نصاب کا ہونا ضروری ہے۔ ایسا نصاب جو ریاست کے افراد کو منتشر ہونے سے بچائے اور اُن افراد میں یکساں سوچ پیدا کر سکے جو ریاست میں مثبت معاشرے کے قیام کا ذریعہ ہو گا۔

لازمی تعلیم:

ریاست کے تعلیمی نظام میں جہاں یکساں نصاب اور یکساں نظام کا ہونا ضروری ہے وہیں ہر ریاست کے ہر فرد کے لئے ابتدائی تعلیم حاصل کرنا لازمی قرار دیا جائے۔ مشہور یونانی مفکر افلاطون نے بھی اپنے تعلیمی نظام میں ابتدائی تعلیم لازمی قرار دی۔ خلفائے راشدین کے بعد بھی دیکھا جائے تو ہر دور میں بچے کو ابتدائی تعلیم قرآن کی تعلیم اور دنیاوی تعلیم لازمی دی جاتی تھی۔ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ ریاست کے تمام افراد کے لئے یہ لازمی قرار دے کہ بچے کو ابتدائی تعلیم لازمی دلوائی جائے اور اس پر سختی سے عمل پیرا ہو جائے اور والدین کو بھی اس کا پابند کیا جائے۔ ایسے ذرائع اور وسائل استعمال کیے جائیں جن سے ریاست کے افراد کی ابتدائی تعلیم کا احوال لیا جا سکے۔ اگر صرف ابتدائی تعلیم کو بھی لازمی قرار دے دیا جائے اور اُس کا نصاب مساوی ہو تو یقیناً ریاست ایسی قوت بنائے گی جو ذہنی طور پر تعلیم یافتہ ہوں گے اور اخلاقی طور پر بھی ریاست کے لئے بہترین شہری ثابت ہوں گے۔

مفت تعلیم:

حضور اکرم کے زمانے میں تعلیم مفت تھی ہر عالم کی ذمہ داری تھی کہ وہ دوسروں تک تعلیم پہنچائے۔ آپ ﷺ کے بعد بھی دور خلفائے راشدین میں مفت تعلیم کا نظام تھا اور بیت المال سے استادوں کو تنخواہ دی جاتی تھی بالخصوص دور عمر فاروق میں اسکا بہتریں انتظام تھا۔

ریاست کے تعلیمی نظام کو بہتر بنانے کے لیے کم از کم ابتدائی تعلیم مفت فراہم کرنے کا بندوبست کیا جائے اور ہر طبقہ کے

ہر بچے کو یکساں نصاب کے تحت مفت تعلیم فراہم کی جائے تاکہ والدین اپنے بچوں کی ابتدائی تعلیم بے فکر ہو کر دلوا سکیں۔

عورتوں کی تعلیم:

ہر شعبہ زندگی میں تعلیم وتربیت دے کر ایک اعلیٰ درجہ کی مہذب و شائستہ اور پاکیزہ قوم بنائی جائے اس غرض کے لیے صرف مردوں کو تربیت دینا کافی نہیں تھا بلکہ عورتوں کی تربیت بھی اتنی ہی ضروری تھی یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے مختلف عمروں اور دینی صلاحیتوں کی متعدد خواتین سے نکاح کیا انکو براہ راست خود تعلیم وتربیت دے کر اپنی مدد کے لیے تیار کیا پھر ان سے شہری اور بدوی اور جوان اور بوڑھی، ہر قسم کی عورتوں کو دین سکھانے اور اخلاق و تہذیب کے لیے نئے اصول سمجھانے کا کام لیا اسکے علاوہ آپ ﷺ کے سپرد یہ خدمت بھی کی گئی تھی کہ پرانے جاہلی نظام زندگی کو ختم کر کے اس کی جگہ اسلامی نظام زندگی عملا قائم کریں اس خدمت کی انجام دہی کے لیے جاہلی نظام کے علم برداروں سے جنگ بندی ناگزیر تھی معاشرے کے علمی اصلاح اور اسکی جاہلانہ رسوم کو توڑنا بھی آپ ﷺ کے فرائض منصبی میں شامل تھا۔

آپ ﷺ کے مبارک عہد میں معلّمین کی طرح معلمات کا بھی تقرر ہوتا تھا حضرت ام ورقہ، شفاؓ بنت عبداللہ اور حضرت عائشہ کا شمار عہد رسالت کی معلمات میں بجا طور پر کیا جا سکتا ہے۔[۲۳]

تعلیمی نصاب میں دیگر سر گرمیوں کو شامل کرنا:

سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں دیکھا جائے تو صرف قرآن کی تعلیم پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ دنیاوی تعلیم و ہنر پر بھی توجہ دی گئی نیزہ بازی، تیر اکی گھڑ دوڑ ان تمام سر گرمیوں پر توجہ دی جاتی تھی۔

ریاست کے تعلیمی نظام میں دیگر سر گرمیوں کی شمولیت لازمی کی جائے اور جس کا رجحان جس طرف ہو اُس کو وہی تعلیم دی جائے گو کہ یہ نظام کا حصہ ہے مگر ان سر گرمیوں کے لئے سب کو راغب کرنا ضروری ہے۔

مغربی ممالک میں دیکھا جائے تو یہی نظام رائج ہے کہ پورے دن کی تعلیم کے ساتھ کوئی ایک یا دو دیگر سر گرمیوں کا ٹائم بھی رکھا جاتا ہے۔

ریاست کے تعلیمی نظام میں دیگر سر گرمیوں کے لئے تعلیمی اوقات کے ساتھ ہی وقت مقرر کیا جائے تاکہ تمام طلباء اس سے استفادہ کر سکیں اور ان کی تعلیم کا حرج بھی نہ ہو۔

بہترین طلباء کے لئے وظائف کا انتظام:

ریاست کے تعلیمی نظام کو سیرۃ النبی ﷺ کی روشنی میں دیکھا جائے تو بہترین طلباء کے لئے انعامات کا انعقاد بھی کیا جائے دورِ نبوی ﷺ میں اِس کا طریقہ یہ تھا کہ جو بہترین ہوتا آپ ﷺ اُس صحابی کو تعلیم دینے کے لئے اپنی جگہ روانہ فرماتے یا اپنے جانے سے پہلے روانہ فرماتے اس کی مثال حضرت مصعب بن عمیر رضہ کی ہے جنھیں آپ نے انصار کی تعلیم کے لئے مدینہ روانہ فرمایا۔

ریاست کے لئے یہ لازم ہے کہ ایسے طلباء جو تعلیم وتربیت میں بہت ذہین اور ہوشیار ہیں اُن کے لئے وظائف کا سہل انتظام کرے اکثر طلباء کے کاغذات جمع کرتے کرتے وقت نکل جاتا ہے اس کے لئے ریاست ایسا سسٹم ترتیب دے کہ ایسے طلباء کا

ڈیٹا خود بخود اُن کے پاس پہنچ جائے اور اُن کو کسی مشکلات کا سامنا کیے بغیر اُن کی محنت کا اجر جلد از جلد مل سکے۔

خلاصہ:

ریاست کے تعلیمی نظام کے لیے یہ نہایت ضروری ہے کہ ایک مکمل، منظّم اور جامع خاکہ تیار کیا جائے، جو نہ صرف تعلیمی معیار بلند کرے بلکہ معاشرتی استحکام اور فرد کی فکری و اخلاقی ترقی کو بھی یقینی بنائے۔ تعلیمی نظام پر تنقید تو موجود ہو سکتی ہے، مگر اصل ضرورت یہ ہے کہ ایک ایسا مؤثر نظام وضع کیا جائے جس کے مقاصد واضح ہوں اور جس میں ریاست، استاد، طالب علم، گھر اور ذرائع ابلاغ کے کردار مؤثر اور متوازن ہوں۔ اس نظام میں استاد کی حیثیت بلا تفریق واضح ہونی چاہیے، تاکہ وہ ہر طالب علم کے لیے رہنما اور تربیت دہندہ کا کردار ادا کر سکے۔ استاد اور طالب علم کے تعلق کو احترام، تعاون اور مثبت رابطے پر مبنی بنایا جانا چاہیے، تاکہ علم کی ترسیل نہ صرف مؤثر ہو بلکہ طالب علم کی شخصیت سازی اور عملی تربیت بھی یقینی بنائی جا سکے۔ نصاب، درسی کتابیں اور دیگر تدریسی وسائل علمی، اخلاقی اور عملی تربیت کے حصول میں معاون ہوں، اور تعلیم صرف معلومات تک محدود نہ رہے بلکہ کردار سازی اور عملی صلاحیتوں کی ترقی بھی ممکن ہو۔ تعلیمی ماحول ہر فرد کے لیے یکساں اور مساویانہ ہو، اور ہر طبقے کو یکساں نصاب کے تحت یکساں تعلیم فراہم کی جائے۔ اس سے نہ صرف تعلیمی معیار میں بہتری آئے گی بلکہ معاشرتی عدل و مساوات بھی فروغ پائے گا۔ تعلیم کو ہر فرد تک پہنچانے کے لیے ریاست، گھر، معاشرہ اور ذرائع ابلاغ کا مؤثر کردار لازم ہے، تاکہ تعلیم ہر سطح پر پہنچ سکے اور اس کے اثرات مثبت اور ہمہ گیر ہوں۔ اگر یہ نظام سیرۃ النبی ﷺ کی روشنی میں تشکیل دیا جائے تو یہ ایک اخلاقی، علمی اور معاشرتی فلاح پر مبنی تعلیمی ڈھانچہ فراہم کرے گا۔ سیرت کی رہنمائی میں تعلیم کو ہر عمر، جنس اور طبقے کے لیے قابل رسائی بنایا جا سکتا ہے، اور علم و تربیت کے ساتھ اخلاقی اقدار اور معاشرتی ذمہ داریوں کو بھی فروغ دیا جا سکتا ہے۔ اس سے ریاست نہ صرف فرد کی فکری اور اخلاقی تربیت میں کامیاب ہو گی بلکہ معاشرتی ترقی اور استحکام کے لیے مضبوط بنیاد بھی فراہم کرے گی۔ الغرض، ریاستی تعلیمی نظام کو سیرۃ النبی ﷺ کی روشنی میں ترتیب دینا وقت کی سب سے بڑی ضرورت ہے، تاکہ علم، اخلاق، مساوات اور اجتماعی فلاح کے اصول ایک منظّم اور مؤثر تعلیمی نظام کے ذریعے معاشرے کے ہر فرد تک پہنچ سکیں، اور ریاست ترقی کی راہ پر مستحکم اور پائیدار قدم اٹھا سکے۔

CC BY

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

1. ابن منظور، لسان العرب، قم: نشر ادب الحوزہ، 1405ھ، جلد 16، صفحہ 412۔
2. بابائے اُردو: دی اسٹوڈنٹس اسٹینڈرڈ انگلش اُردو ڈکشنری، انجمن ترقی اُردو کراچی، صفحہ 710، صفحہ 362۔
3. *Milton, John. Areopagitica and Other Prose Works, Everyman's Library, p. 46.*
4. القرآن، سورۃ البقرہ: 31
5. القرآن، سورۃ البقرہ: 38
6. القرآن، سورۃ البقرہ: 129

7. القرآن، سورۃ البقرہ:151

8. القرآن، سورۃ البقرہ:5

9. مشکوٰۃ المصابیح، کتاب العلم، باب 21، حدیث 218، مکتبۃ البشریٰ، جلد 1۔

10. سنن ابن ماجہ، باب الفضائل، حدیث 229، مکتبۃ البشریٰ، جلد 1، صفحہ 175۔

11. *Ahmed, Syed Ghazanfar, and Muhammad Imran Raza Tahavi. "Syeda Sadia Ghaznavi On The Holy Prophet As A Psychologist And Educationist." Journal of Positive School Psychology http://journalppw. com 6, no. 8 (2022): 7762-7773.*

12. صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن، حدیث 5027، مکتبۃ البشریٰ، جلد 3، صفحہ 2289۔

13. القرآن، سورۃ آل عمران:164

14. القرآن، سورۃ الاحزاب:21

15. القرآن، سورۃ النحل:125

16. ڈاکٹر شیر بہادر خان، مولانا ابوالکلام آزاد، لاہور: ادارہ اسلامیات، صفحہ 76۔

17. *Jaffar, Saad, and Nasir Ali Khan. "ENGLISH-THE RIGHTS AND DUTIES OF MINORITIES IN ISLAMIC WELFARE STATE AND ITS IMPLEMENTATION IN THE CONTEMPORARY WORLD." The Scholar Islamic Academic Research Journal 7, no. 2 (2021): 36-57.*

18. جامع ترمذی، کتاب المناقب، حدیث 3939۔

19. تحفۃ الأشراف، حدیث 16406۔

20. صحیح بخاری، کتاب الفضائل، حدیث 3567،

21. مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الدعوات، حدیث 2263؛

22. متفق علیہ (بخاری 6407، مسلم 211/779)

23. نصیر احمد ناصر، پیغمبر آخر و اعظم، لاہور: فیروز سنز، صفحہ 416۔

24. *Jaffar, Saad. "Da'wah in the early era of Islam: A review of the Prophet's Da'wah Strategies." IHYA-UL-ULUM 21, no. 2 (2021).*

25. ڈاکٹر حمید اللہ، عہدِ نبوی ﷺ میں نظامِ حکمرانی، کراچی: اردو اکیڈمی، 1987ء، صفحہ 196۔

26. قاضی اطہر مبارک پوری، خیر القرون کی درس گاہیں اور ان کا نظامِ تعلیم، ناگپور: شیخ الہند اکیڈمی، 1995ء، صفحہ 48۔

27. القرآن، سورۃ آلِ عمران: آیت 104

28. ڈاکٹر حمید اللہ، عہدِ نبوی کا نظامِ حکمرانی، اردو اکیڈمی، 1987ء ص، 32۔